''کیا تماشا ہو چکا؟''

تادمِ تحریر، پاکستان کی صورتِ حال عجیب وغریب ہے، اور یہ اندازہ لگانا کہ کیا ہونے والا ہے سخت مشکل ہے۔ جواب تک واضح ہے وہ یہ ہے کہ، عمران خان اور طاہر القادری کے غیر دانشمندانہ اقدامات، اور نواز شریف حکومت کی حماقتوں سے سارا پاکستان یرغمال بنا ہوا ہے۔ عمران خان اور طاہر القادری نواز شریف پر سیاسی آمریت کے الزام لگاتے ہیں، اور دوسری طرف حقیقت یہ بھی ہے کہ خود عمران خان اور طاہر القادری کسی سے بھی وسیع مشورے کیا بغیر مطلق العنان اعلانات اور اقدامات کیئے جاتے ہیں۔

اس سارے تماشہ سے سارا فائدہ صرف اُن لوگوں کا ہے جو بہر صورت پاکستان کے فوجی اربابِ اقدار کو ان کی اپنی من مانیوں کے جواز فراہم کرتے ہیں۔ جو لوگ عمران خان یا طاہر القادری کی واہ واہ کرر ہے ہیں، یہ وہ ہیں جو پاکستان میں کبھی بھی جمہوریت کے قائل نہیں رہے۔ ان کا نظریہ ہمیشہ یہ ہے کہ پاکستان کے عوام جمہوریت کے لائق نہیں ہیں، اور صرف نہ کسی آمریت کے اور خصوصاً فوجی آمریت کے ہی تابعدار رہنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ غور کریں تو عمران خان کے جتھے میں وہ سب ہیں جو مختلف آمریتوں کی باقیات ہیں، اور خود طاہر القادری بھی سابقہ آمریتوں سے مستفید ہوتے رہے ہیں۔ عمران خان کا جتھا نسبتاً یا قدرے تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود عمران خان کے غیر دانشورانہ جال میں پھنسا ہوا ہے۔ دوسری طرف طاہر القادری بالکل ہی جاہلانہ روحانیت کا ڈھونگ رچا کر روحانیت کو اور ان صوفیائے کرام کی روح کو آزار دے رہے ہیں، جنہوں نے اپنی زندگی سادگی، فاقہ کشی، اور قناعت پر گزاری تھی۔ وہ ایئر کنڈشنڈ کنٹینرٖوں اور بکتر بند گاڑیوں میں بیٹھ کر خلقِ خدا کو بے وقوف نہیں بناتے تھے۔

ہمارے قارئین کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ پاکستان میں جمہوری سیاست اس لیئے نہیں چل سکی کہ اس کو کبھی چلنے نہیں دیا گیا۔ یہ بات بہت بار لکھی جا چکی ہے کہ قائدِ اعظم کے مختصر دور سے اب تک ہماری حکومتوں پر فوجی اربابِ حل وعقد کا سایا رہا ہے۔ ان اربابِ حل وعقد کے لیئے انگریزی اصطلاح Miltiary Establishment استعمال کی جاتی رہی ہے، یہ وہ طبقہ ہے جس میں اب اعلیٰ فوجی افسران، شہری حکومت کے اعلیٰ افسران، فوجی حکومت سے مراعات یافتہ، بڑے سرمایہ دار، رائے عامہ کے مرکزی اداروں کے مالکان، ضمیر فروش سیاسی رہنما، اور وہ مذہبی رہنما شامل ہیں جن کا کام صرف مذہب فروشی اور اقلیت کُشی سے چلتا ہے۔ اس طبقہ کے لیئے اب ایک اور انگریزی اصطلاح Militablishment سامنے آئی ہے۔ اس گروہ کو چلانے کے لیئے وہ فوجی جاسوسی ادارے متحرک رہتے ہیں جو جابر، ظالم، اور طاقتور ہیں، اور جن کی دسترس سے کوئی بھی باہر نہیں ہے۔

ہمیں یہ بنیادی اصول ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ کسی بھی ملک میں اقتدار کا حق صرف عوام کے منتخب کردہ نمائندوں کو یا ان کی لازمی رائے کو ہے۔ کم از کم اسلام کی حد تو مسلمانوں کے صحیفہ قرآن میں یہ اصول سورۃ شوریٰ میں واضح طور پر درج ہے۔ علما ان باتوں کو چھپاتے ہیں، کیونکہ اس سے خود ان کی لن ترانیوں کے ڈھول کا پول سامنے آجاتا ہے۔ اپنی حکومت کے خود منتخب کرنے کا حق ہی ہے، جو پاکستان میں وقتاً فوقتاً ان کوششوں کی جنم دیتا ہے جن کے ذریعہ عوامی رائے اور ان کے طے کردہ آئین اور سماجی معاہدوں کا فروغ ہو، اور جمہوری ادارے قائم ہو سکیں۔

ابھی حال ہی میں یہ کوشش پاکستان کے آئین میں ترمیمات کے ذریعہ کی گئی، اور سیاسی جماعتوں کی شعور مند کوششوں سے سیاسی اقتدار کی پر امن منتقلی ہو سکی۔ جس کا سہرا پاکستان کی سیاسی جماعتوں اور خصوصاً پیپلز پارٹی اور نواز شریف کی مسلم لیگ کو جاتا ہے۔ عاقل لوگوں کا کہنا ہے کہ جمہوریت مسلسل ان انتخابات کے ذریعہ قائم ہوتی ہے جو اپنے مقرر وقت پر بار بار ہوں۔ اس میں سابقہ جمی ہوئی جماعتوں کی تبدیل بتدریج اور آہستہ آہستہ ہوتی ہے۔ اس تبدیلی کا ثبوت خود عمران خان کی تحریکِ انصاف کا پاکستان کی تیسری اہم جماعت کے طور پر منتخب ہونا ہے، دھاندلیوں کے الزامات کے باوجود۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ عمران خان صرف سرحد اور پنجاب میں کچھ زیادہ نشستیں لے سکے۔ اگر متنازعہ نشستیں بھی ان کو دے دی جائیں تو بھی وہ اکثریت میں نہ ہوتے، شاید حزبِ اختلاف کے رہنما بن جاتے۔ ہاں شاید یہ ہو پاتا کہ مسلم لیگ کو دو تہائی اکثریت نہیں مل پاتی۔ اس کے باوجود وہ اکثریتی حکومت چلاتی۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ پیپلز پارٹی پانچ سال تک اقلیت کی حکومت تھی۔

یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ گزشتہ انتخابات مسلم لیگ نے نہیں بلکہ پیپلز پارٹی کے بعد ایک آزاد الیکشن کمیشن نے کروائے تھے، جس کا نہ تو سپریم کورٹ سے کوئی تعلق تھا اور نہ ہی سابق جسٹس افتخار چودھری کا اس میں کوئی دخل تھا۔ یہ الیکشن سابق جسٹس فخر الدین ابراہیم نے کروائے تھے جو سندھی تھے اور جن کا نہ تو مسلم لیگ سے کوئی تعلق تھا اور نہ ہی ان کی عمران خان سے کوئی دشمنی تھی۔

یہ ضرور ہے کہ منتخب ہونے کے بعد نواز شریف اور شہباز شریف نے وہی روش اختیار کی جو انہوں نے جنرل ضیا کے زیرِ سایہ اور ان کا بغل بچہ بن کر سیکھی تھی۔ انہوں نے بعض سنگین غلطیاں کیں جن میں سب سے بڑی غلطی یہ تھی کہ انہوں نے بڑی عجلت میں ان معاملات پر ہاتھ ڈال دیا جن میں فوج کسی کا بھی دخل پسند نہیں کرتی۔ ان میں پاکستان کی خارجہ پالیسی،

اور پاکستان کی سیکیوریٹی پالیسی شامل ہے۔ حالاں کہ آیئن کے تحت یہ سارے معاملات سیاسی طبقہ اور منتخب نمائندوں کا دائرہ کار ہیں۔ اسی طرح جنرل مشرف کا معاملہ بھی سانپ کے منہ کی چھچھوندر بن گیا۔ جنرل مشرف نے غداری کی تھی، اور یہ الزام ان پر پاکستان کی سپریم کورٹ نے کئی بار متفقہ طور پر لگایا تھا۔ اور انہیں اس کی سزا ملنا چاہیئے۔ لیکن فوج، اور نواز شریف اس کو اپنی انا کا معاملہ بنا بیٹھے۔

اب پاکستان پھر اسی خطرے میں ہے، جس سے وہ کبھی باہر نہیں نکلا، یعنی فوجی آمریت کے جبر کے خطرے میں۔ فوج براہِ راست اور بالواسطہ جن کرداروں کو استعمال کرتی ہے ان میں طاہر القادری جیسے مداری رہنما بھی شامل ہیں۔ وہ اپنی دہری شہریت کی بنیاد پر پاکستان میں انتخابات میں حصہ نہیں لے سکتے، اسی طرح ان کے وہ حمایتی بھی جنہیں وہ جہازوں میں بھر کر بیرونِ ملک سے درآمد کرتے ہیں، اور اوٹ پٹانگ مطالبات کرتے ہیں۔ ان کے کسی بھی معاملہ میں ان کا اپنے لوگوں سے کوئی مشورہ نہیں ہوتا۔ ان کا دعویٰ ہے کہ خدا اور اس کے رسول ان پر مشورے القا کرتے ہیں۔ ہمارے وہ قاری جو کم از کم کینیڈا یا مریکہ یا کسی بھی جمہوری ملک میں ہیں، کیا اپنے ملکوں میں ایسے کسی مداری کی ڈگڈگی پر ناچتے ہیں جو کسی اور ہی کی ڈفلی پیٹ رہا ہو۔

ان تمام تر تماشوں کا نتیجہ یہ ہے کہ پاکستان ایک بار پھر بالواسطہ، یا براہِ راست ہی براہِ راست فوجی آمریت کے خطرے میں ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ ہر ہر انتخاب میں زور و شور سے شرکت کر کے پاکستان کے ہر خطہ کے عوام نے بار بار ثابت کیا ہے کہ وہ بھی دنیا کے باشعور انسانوں میں ہیں۔ ان سے ان کا حق کتنی بار بھی چھینا جائے وہ ہر بار اس کے حصول کی جدو جہد کرتے رہیں گے۔ عمران خان، اور طاہر القادری جیسے نوسر باز اپنے آقاؤں کے خفیہ احکامات پر کتنے ہی تماشے کیئے جایئں، یہ تماشے صرف جب ختم ہوں گے، جب ہماری فوج دنیا کی اکثر فوجوں کی طرح عوامی اور سیاسی اقتدار کو قبول کرنے پر دل و جان سے آمادہ ہو۔ ورنہ آیئن توڑ توڑ کر غداری ہوتی رہے گی، اور ایک دن خدانخواستہ پاکستان ہی کا تماشا ختم ہو جائے گا، ہماری ہر آن دعا ہے کہ پاکستان کا تماشا اس کے مداریوں کے ہاتھوں نہ بگڑے۔ آمین